حضرت علاءؓ نے کہا: اے لوگو! ڈرو نہیں۔ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ کیا تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے؟ کیا تم اللہ کے مددگار نہیں ہو؟... تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ اللہ ہرگز ایسے لوگوں کو جس حال میں تم ہو کبھی نہیں چھوڑے گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دور میں باغی مرتدین کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 24؍جون 2022ء بمطابق 24؍احسان 1401 ہجری شمسی

بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کی باغیوں کے خلاف مہمات کا ذکر ہو رہا تھا۔

ساتویں مہم

جو باغیوں کے خلاف تھی اس کے متعلق جو تفصیل ہے اس کے مطابق یہ مہم حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کی تھی جو مرتد باغیوں کے خلاف بھیجے گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو شام کے سرحدی علاقے حَمْقَتَیْن کی طرف بھیجا۔
(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کا تعارف

یہ ہے کہ آپؓ کا نام خالد، کنیت ابوسعید تھی۔ آپؓ کے والد کا نام سعید بن عاص بن امیہ اور والدہ کا نام

لُبَینہ بنت حباب تھا جو ام خالد کے نام سے مشہور تھیں۔

(اسد الغابہ جلد۲ صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

(المستدرک علی الصحیحین لحاکم جزء۵ صفحہ ۱۸۹۶ حدیث ۵۰۸۱۔ مطبوعہ نزار مصطفیٰ الباز۔ الریاض ۲۰۰۰ء)

حضرت خالدؓ بہت ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ بعض کا بیان ہے کہ آپؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور آپؓ تیسرے یا چوتھے مسلمان تھے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ آپ پانچویں مسلمان تھے۔ آپؓ سے پہلے ابھی تک صرف حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت خالدؓ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ

کا ذکر یہ ہے کہ آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ آگ کے کنارے پر کھڑے ہیں اور ان کا باپ انہیں اس میں گرانے کی کوشش کر رہا ہے اور آپؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو کمر سے پکڑے ہوئے ہیں کہ کہیں آپ آگ میں گر نہ جائیں۔ حضرت خالدؓ اس پر گھبرا کر بیدار ہوئے اور کہا اللہ کی قسم! یہ خواب سچا ہے۔ پھر آپؓ کی ملاقات حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہوئی تو آپؓ نے اپنا خواب حضرت ابوبکرؓ کو سنایا۔ ان سے ذکر کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم سے بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں بچائے۔ یہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ان کی پیروی کر لو کیونکہ جب تم اسلام قبول کرتے ہوئے ان کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں آگ میں گرنے سے بچائے گا اور تمہارا باپ اس آگ میں پڑنے والا ہے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اَجْیَاد مقام پر تھے۔ اَجْیَاد بھی مکہ میں صفا پہاڑی سے متصل ایک مقام کا نام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی تھیں۔ حضرت خالدؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کس کی طرف بلاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی طرف بلاتا ہوں جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور یہ کہ تم ان پتھروں کی پوجا چھوڑ دو جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ اس پر حضرت خالدؓ نے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور میں

گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالدؓ کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد حضرت خالدؓ چھپ گئے۔ جب ان کے باپ کو ان کے اسلام لانے کا علم ہوا تو اس نے اپنے باقی بیٹوں کو جو اسلام نہیں لائے ہوئے تھے حضرت خالدؓ کی تلاش میں بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے آپؓ کو تلاش کیا اور انہیں اپنے باپ کے پاس لائے۔ ان کا باپ حضرت خالدؓ کو برا بھلا کہنے لگا اور مارنے لگا اور وہ سوٹا جو اس کے ہاتھ میں تھا اس کے ساتھ مارنا شروع کیا یہاں تک کہ ان کے سر پر مار مار کر توڑ دیا اور کہنے لگا کہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کر لی ہے حالانکہ تم اس کی قوم کی اس کے ساتھ مخالفت کو دیکھ رہے ہو اور اس کو بھی جو وہ ان لوگوں کے معبودوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں اور ان لوگوں کے آباؤ اجداد کی برائیاں بھی۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر چکا ہوں۔ اس پر ان کا باپ سخت غصہ ہوا اور ان کو کہا کہ اے بیوقوف! میری نظروں سے دُور ہو جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ میں تمہارا کھانا بند کر دوں گا۔ اس پر حضرت خالدؓ نے کہا کہ اگر آپ میرا کھانا بند کر دیں گے تو اللہ میرے زندہ رہنے کے لیے مجھے رزق عطا فرمائے گا۔ چنانچہ آپؓ کے والد نے انہیں گھر سے نکال دیا اور اپنے بیٹوں سے کہہ دیا کہ ان میں سے کوئی اس سے بات نہیں کرے گا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ وہاں سے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہنے لگے۔ عمومی طور پر اپنے باپ سے چھپ کر مکہ کے نواح میں رہتے تھے کہ کہیں دوبارہ نہ پکڑ لے اور پھر سختی نہ کرے۔

حضرت خالدؓ کا باپ مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم وستم کرنے والا تھا

اور مکہ کے معززین میں سے تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو مرض کی شدت کی وجہ سے اس نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے اس بیماری سے شفا دے دی۔ پتا نہیں اللہ کہا تھا یا اپنے معبودوں کا نام لیا تھا۔ بہرحال اس نے کہا کہ اگر مجھے اس بیماری سے شفا ہوگئی تو پھر ابنِ اَبِی کَبْشَہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی عبادت مکہ میں نہیں ہوگی۔ میں ایسی سختی کروں گا کہ یہاں سے سب مسلمانوں کو نکال دوں گا۔ جب حضرت خالدؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے باپ کے خلاف دعا کی کہ اے اللہ! اس کو شفا نہ دینا۔ چنانچہ وہ اسی بیماری میں مر گیا۔

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی تو حضرت خالدؓ بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔

ان کے ساتھ ان کی بیوی اُمَیمہ بنت خالد خُزَاعِیہ بھی تھی۔حضرت خالدؓ کے ایک اَور بھائی حضرت عمرو بن سعید نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی۔حضرت خالدؓ غزوۂ خیبر کے زمانہ میں حبشہ سے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔غزوۂ خیبر میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کو بھی حصہ دیا۔ اس کے بعد عمرۃ القضاء، فتح مکہ ،غزوۂ حنین، طائف اور تبوک وغیرہ سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔

(اسد الغابہ جلد۲ صفحہ ۱۲۴-۱۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 30 زوار اکیڈمی کراچی)

آپؓ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس محرومی پر ہمیشہ متأسف رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم لوگ آپؐ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگوں کو ایک ہجرت کا شرف حاصل ہو اور تم کو دو ہجرتوں کا۔

(طبقات ابن سعد جلد۴ صفحہ۷۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دیباچہ تفسیر القرآن میں جو کاتبین وحی کے نام بیان فرمائے ہیں ان میں حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کا نام بھی ہے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 425)

حضرت خالد بن سعیدؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے صدقات وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپؓ اسی منصب پر رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ آ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم واپس کیوں آ گئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طرف سے کام نہیں کریں گے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں توقف کیا لیکن جب بنو ہاشم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تو حضرت خالدؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔ پھر بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے انہیں مختلف مواقع پر لشکروں

کا امیر بنا کر بھیجا۔حضرت خالدؓ جنگ مَرْجُ الصُّفَّرِ میں حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں شہید ہوئے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جنگ مَرْجُ الصُّفَّرِ چونکہ 14/ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے شروع میں ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت خالدؓ ملک شام میں جنگ اَجْنَادَیْن میں حضرت ابوبکرؓ کی وفات سے چوبیس دن پہلے شہید ہوئے تھے۔

(اسد الغابہ جلد۲ صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۸ء)

تاریخِ طبری میں

حضرت خالدؓ کی مرتدین کے خلاف مہم کی تفصیل

یوں بیان ہوئی ہے: حضرت ابوبکرؓ نے جب مرتدین کی سرکوبی کے لیے جھنڈے باندھے اور جنہیں منتخب کرنا تھا کر لیا تو ان میں سے ایک حضرت خالد بن سعیدؓ بھی تھے۔حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو انہیں امیر مقرر کرنے سے منع کیا اور عرض کیا کہ آپؓ ان سے کوئی کام نہ لیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں۔حضرت عمرؓ کی رائے سے اختلاف کیا اور حضرت خالدؓ کو تَیْمَاء میں امدادی دستہ پر متعین کر دیا۔ تَیْمَاء بھی شام اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور شہر ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے جب حضرت خالد بن سعیدؓ کو تَیْمَاء جانے کا حکم دیا تو فرمایا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور اطراف کے لوگوں کو اپنے سے ملنے کی دعوت دینا اور صرف ان لوگوں کو قبول کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں اور کسی سے لڑائی نہ کرنا سوائے اس کے جو تم سے لڑائی کرے یہاں تک کہ میرے احکام پہنچ جائیں۔حضرت خالدؓ نے تیماء میں قیام کیا اور اطراف کی بہت سی جماعتیں ان سے آملیں۔ رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم الشان لشکر کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے زیرِ اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لیے فوجیں طلب کیں۔ حضرت خالدؓ نے رومیوں کی تیاری اور عرب قبائل کی آمد کے متعلق حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کیا۔حضرت ابوبکرؓ نے جواب لکھا کہ

تم پیش قدمی کرو۔ ذرا مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو۔

حضرت خالدؓ یہ جواب ملتے ہی دشمن کی طرف بڑھے اور جب قریب پہنچے تو دشمن پر کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب اپنی جگہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بھاگ گئے۔حضرت خالدؓ دشمن کے مقام

پر قابض ہو گئے۔ اکثر لوگ جو حضرت خالدؓ کے پاس جمع تھے مسلمان ہو گئے۔ اس کامیابی کی اطلاع حضرت خالدؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو دی۔حضرت ابو بکرؓ نے لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۳۳۱-۳۳۲مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان۲۰۱۲ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 78 زوار اکیڈمی کراچی)

کتبِ تاریخ سے حضرت ابو بکرؓ کے دور میں مرتدین کے خلاف حضرت خالد بن سعیدؓ کی کارروائیوں کا صرف اتنا ہی ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں فتوحاتِ شام کے تذکرے میں ان کا کردار جو ہے وہ آئندہ بیان ہو جائے گا۔

آٹھویں مہم

حضرت طُرَیْفَہ بن حَاجِز کی مرتد باغیوں کے خلاف مہم تھی۔حضرت ابو بکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت طُرَیْفَہ بن حاجز کے لیے باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنو سُلَیم اور بَنو ھَوَازِن کا مقابلہ کریں۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۵۷مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان۲۰۱۲ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے قبیلہ بنو سلیم اور بنو ھَوَازِن کے مقابلے کے لیے مَعْن بن حَاجِز کو بھیجا تھا۔ بہرحال علامہ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں حضرت طُریفہ اور مَعن کے والد کا نام حاجز یعنی زاء کے ساتھ اور علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں حاجر یعنی راء کے ساتھ لکھا ہے۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ۲۰۸دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۶ء)

(الاستیعاب جلد ۲ صفحہ۳۲۶ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۰ء)

(اسد الغابة جلد ۳ صفحہ ۷۳ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۶ء)

حضرت ابو بکرؓ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد حضرت طُریفہ بن حاجز کو بنو سُلَیم کے ان عربوں پر جو اسلام پر قائم تھے والی بنایا تھا۔ یہ مخلص اور جوشیلے کارکن تھے۔ انہوں نے ایسی مؤثر تقریریں کیں کہ بنو سُلیم کے بہت سے عرب ان سے آ ملے۔

(حضرت ابو بکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 33)

ایک اَور روایت میں ہے۔ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ بنو سلیم کی یہ حالت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان میں سے بعض مرتد ہو گئے اور کفر کی طرف لوٹ گئے اور ان کے بعض افراد اپنے قبیلے کے امیر مَعن بن حاجز یا بعض کے نزدیک ان کے بھائی

طُریفہ بن حاجز کے ساتھ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ طُلَیحہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے مَعَن کو لکھا کہ بنو سُلَیم میں سے جو لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں ان کو لے کر حضرت خالدؓ کے ساتھ جاؤ۔ حضرت معنؓ اپنی جگہ اپنے بھائی طُریفہ بن حاجز کو جانشین مقرر کر کے حضرت خالدؓ کے ساتھ نکل پڑے۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

حضرت عبد اللہ بن ابوبکرؓ سے ہی ایک اور روایت بھی مروی ہے کہ بنو سلیم کا ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ اسے فُجَاءَہ کہا جاتا تھا۔ اس کا نام اِیَاسْ بن عبد اللہ تھا۔ فُجَاءَہ کے لفظ میں اچانک کا مفہوم پایا جاتا ہے کیونکہ یہ شخص اچانک مسافروں اور بستیوں پر حملہ کر کے انہیں لُوٹ لیتا تھا اس لیے اس کا نام فجاءہ پڑ گیا تھا۔ بہرحال یہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ مَیں ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے کافروں میں سے ارتداد اختیار کر لیا ہے۔ آپؓ مجھے سواری عطا کیجیے اور میری مدد کیجیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو سواری دی اور اسلحہ دیا۔ ایک جگہ اس کی تفصیل یوں ملتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو دو گھوڑے یا دوسری روایت کے مطابق تیس اونٹ اور تیس سپاہیوں کے ہتھیار دیے اور دس مسلمان ہتھیاروں سے مسلّح ان کے ساتھ کر دیے۔ یہ شخص وہاں سے چلا اور جو مسلمان یا مرتد ان کے سامنے آتا ان کے اموال چھین لیتا اور جو انکار کرتا اسے قتل کر دیتا۔ یہ ہر ایک کے ساتھ یہی کر رہا تھا۔ مسلمانوں کو بھی قتل کر دیتا تھا، شہید کر دیتا تھا۔ اس کے ہمراہ بَنُو شَرِید کا ایک شخص بھی تھا جسے نَجَبَہ بن اَبُو مَیْثَاء کہا جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ فُجَاءَہ اپنے قبیلے کی طرف چلا اور راستے میں مرتد عربوں کو اپنے ساتھ ملاتا رہا۔

جب اس کی جمعیت بڑھ گئی تو اس نے پہلے اپنے مسلمان ساتھیوں کو قتل کیا اور ان کا سب مال لوٹ لیا۔ پھر اس نے غارت گری شروع کر دی۔

کبھی اِس قبیلے پر چھاپہ مارتا کبھی اُس قبیلے پر۔ مسلمانوں کی ایک پارٹی مدینہ جا رہی تھی ان کو لوٹ کر مار ڈالا۔ پہلے لُوٹا اور پھر قتل کر دیا، شہید کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت طُرَیفہ بن حاجز کو لکھا یا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ حکم دراصل معن کو بھیجا تھا۔ انہوں نے اپنے بھائی طُریفہ کو روانہ کیا تھا۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے تحریر فرمایا کہ دشمنِ خدا فُجَاءَہ میرے

پاس آیا اور وہ کہہ رہا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ اس نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کو اسلام سے ارتداد اختیار کرنے والوں کے خلاف طاقت مہیا کروں۔ چنانچہ میں نے اس کو سواری دی اور اسلحہ دیا۔ اب مجھے یقینی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ اللہ کا دشمن مسلمانوں اور مرتدین کے پاس گیا اور ان کے اموال لیتا رہا اور جو اس کی مخالفت کرتا اسے قتل کر دیتا۔ لہٰذا تم اپنے پاس موجود مسلمانوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسے قتل کر دو یا گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت طُرَیفہ کی مدد کے لیے حضرت عبد اللہ بن قیسؓ کو بھی روانہ کیا۔ حضرت طُرَیفہ بن حاجزؓ اس کے مقابلے پر گئے۔ جب دونوں گروہوں کی آپس میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو پہلے صرف تیروں سے مقابلہ ہوا۔ ایک تیر نَجَبَہ بن ابو میثاء کو لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ فُجَاءَہ نے جو مسلمانوں کی شجاعت اور ثابت قدمی دیکھی تو اس نے حضرت طُرَیفہ سے کہا کہ اس کام کے تم مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہو۔ تم بھی حضرت ابو بکرؓ کے مقرر کردہ امیر ہو اور میں بھی ان کا مقرر کردہ امیر ہوں۔ بڑی چالاکی سے اس نے ان کو جنگ سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت طُرَیفہؓ نے اس سے کہا کہ

اگر سچے ہو تو ہتھیار رکھ دو۔ مجھے تو حضرت ابو بکرؓ نے تمہیں پکڑنے کے لیے بھیجا ہے۔

ہتھیار رکھ دو اور میرے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کے پاس چلو۔ وہیں فیصلہ ہو جائے گا کہ تم امیر ہو کہ نہیں۔ چنانچہ فُجَاءَہ حضرت طُرَیفہؓ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ جب دونوں حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت طُرَیفہؓ کو حکم دیا کہ اسے بقیع میں لے جاؤ اور آگ میں جلا ڈالو۔ یہ سلوک اس لیے اس سے کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ یہی سلوک کرتا رہا تھا۔ حضرت طُرَیفہؓ اسے وہاں لے گئے انہوں نے آگ جلائی اور اس میں اسے پھینک دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ لڑائی کے دوران فجاءہ بھاگ گیا تو حضرت طُرَیفہؓ نے اس کا پیچھا کر کے اس کو قیدی بنا لیا اور ابو بکرؓ کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کے لیے مدینہ میں ایک آگ کا بڑا الاؤ روشن کروایا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس میں پھینک دیا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

(حضرت ابو بکرؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 33-34)

(فتوح البلدان لبلاذری مترجم صفحہ 152 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

نویں مہم

جوتھی وہ حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کی تھی جو مرتد باغیوں کے خلاف مہم تھی۔حضرت ابو بکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کو دیا اور ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

بحرین یمامہ اور خلیج فارس کے درمیان واقع تھا اور اس میں موجودہ قطر اور امارت بحرین بھی جو جزیرہ ہے شامل تھے۔ یہ آجکل کا چھوٹا بحرین نہیں بلکہ بڑا وسیع علاقہ تھا۔ اس کا دار الحکومت دَارِیْن تھا۔عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں مُنْذِر بن سَاوٰی حکمران تھے جو حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ان دنوں بحرین یا سعودی عرب کو اَلْاَحْسَاء کہتے ہیں۔

(اٹلس سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صفحہ 68)

حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کا تعارف

یہ ہے کہ آپؓ کا نام عَلَاء تھا۔ آپؓ کے والد کا نام عبد اللہ تھا۔ آپ کا تعلق یمن کے علاقہ حَضرَموت سے تھا۔ دعوتِ اسلام کے آغاز میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کا ایک بھائی عَمرو بن حَضْرَمِی مشرکوں کا وہ پہلا شخص تھا جس کو ایک مسلمان نے قتل کیا تھا اور اس کا مال پہلا مال تھا جو بطور خُمس اسلام میں آیا۔ جنگِ بدر کے بنیادی اور فوری اسباب میں بھی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سبب یہ قتل بھی تھا۔حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کا ایک بھائی عامر بن حضرمی بدر کے دن بحالتِ کفر مارا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے تو منذر بن ساوٰی حاکمِ بحرین کے پاس خط لے جانے کی خدمت حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کے سپرد ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو بحرین کا عامل مقرر فرما دیا۔

حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ نے جب انہیں دعوتِ اسلام دی تو منذر بن ساوٰی نے اسلام قبول کر لیا۔ مُنْذِر کو جب اسلام کا پیغام ملا تو اس کا جواب یہ تھا کہ میں نے اس امر کے سلسلہ میں غور و فکر کیا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے تو میں نے دیکھا کہ یہ دنیا کے لیے ہے۔آخرت کے لیے نہیں ہے یعنی جو کچھ میرے پاس ہے یہ دنیا داری ہے۔ آخرت کی تو میں نے کوئی تیاری نہیں کی اور

مَیں نے جب تمہارے دین کے بارے میں غور وفکر کیا تو اسے دنیا و آخرت دونوں کے لیے مفید پایا۔ لہٰذا دین کو قبول کرنے سے مجھے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

اسلام کی سچائی کا مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اس دین میں زندگی کی تمنا اور موت کی راحت ہے۔ کہنے لگا کہ کل مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا تھا جو اس کو قبول کرتے تھے اور آج ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو اس کو رڈ کرتے ہیں۔ تعلیم کی خوبصورتی کا مجھے پتا لگا تو اب میری ترجیحات بدل گئی ہیں۔ کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی عظمت کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضرت عَلاءؓ بحرین کے عامل رہے۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں بھی اسی عہدے پر قائم رہے اور حضرت عمرؓ نے بھی اپنی خلافت میں انہیں اسی کام پر مقرر کیے رکھا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ان کی وفات ہو گئی۔

(اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۱ دار الکتب العلمیۃ ۲۰۱۶ء)

(سیر الصحابہ جلد ۴ صفحہ ۳۹۷-۳۹۸)

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ، از ڈاکٹر علی محمد صلابی، اردو ترجمہ صفحہ 339)

طبقات ابن سعد کے مطابق ایک دفعہ جب اہلِ بحرین نے حضرت عَلاء بن حَضْرَمِیؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معزول کر دیا اور حضرت اَبَان بن سعید بن عاصؓ کو والی بنا دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۲۶۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب وہاں ارتداد اور بغاوت پھیل گئی تو حضرت اَبَانؓ مدینہ واپس چلے آئے اور یہ عہدہ چھوڑ دیا اور جب حضرت ابوبکرؓ نے انہیں دوبارہ بحرین بھیجنا چاہا تو یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کا عامل نہ بنوں گا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے پھر حضرت عَلاء بن حَضْرَمِیؓ کو بحرین کا عامل بنا کر بھیجا جس پر وہ اپنی وفات تک قائم رہے۔

حضرت عَلاءؓ مستجاب الدعوات مشہور تھے۔

ان کے بارے میں مختلف روایات آتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ ان کی خوبیوں اور قبولیتِ دعا کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ مَیں ان سے بڑا متاثر ہوں۔ روایت میں بیان کرتے ہیں اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ تھا کہ ایک مرتبہ مدینہ سے بحرین کے ارادے سے چلے کہ راستے میں پانی ختم ہو گیا۔ انہوں

نے اللہ سے دعا کی تو کیا دیکھا کہ ریت کے نیچے سے ایک چشمہ پھوٹا اور ہم سب سیراب ہوئے۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں عَلَاءؓ کے ساتھ بحرین سے لشکر کے ہمراہ بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ ہم لوگ لَیَاسْ میں تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ لَیَاس بنو تمیم کے علاقے میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ ہم ایسے مقام پر تھے جہاں پانی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایک بادل کا ٹکڑا ظاہر کیا جس نے ہم پر بارش برسائی۔ ہم نے انہیں غسل دیا اور اپنی تلواروں سے ان کے لیے قبر کھودی۔ ہم نے ان کے لیے لحد نہیں بنائی تھی۔ تب ہم واپس آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب واپس جا کے دیکھا کہ لحد بنائیں مگر ان کی قبر کا مقام نہیں پایا۔

(طبقات ابن سعد (مترجم) جلد 4 صفحہ 375، 377 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

(الاعلام للزرکلی جلد ۴ صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ دار العلم ۲۰۰۲ء)

ان کی وفات کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک آپؓ کی وفات 14/ہجری میں اور بعض کے نزدیک 21/ہجری میں ہوئی تھی۔

(اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۱۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

بحرین کے حالات

کے بارے میں ذکر آتا ہے۔ بحرین شاہانِ حِیْرَہ کی عمل داری میں تھا اور شاہانِ حیرہ، کسریٰ بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ حیرہ اسلام سے پہلے شاہانِ عراق کی تخت گاہ تھی۔ بحرین کے ساحلی اور تجارتی شہروں میں مخلوط آبادی تھی۔ فارسی بھی تھے، عیسائی بھی تھے، یہودی بھی تھے، جاٹ بھی تھے اور عرب کی تجارت پر فارسیوں کا غلبہ تھا۔ ان علاقوں میں تاجروں کی ایک جماعت بھی مقیم تھی جو ہندوستان اور ایران سے آئے ہوئے تھے اور دریائے فرات کے دہانے سے عدن کے ساحلی علاقے تک کے درمیانی خطہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ان تاجروں نے یہاں کے مقامی باشندوں سے سلسلۂ ازدواج بھی قائم کر لیا تھا اور ان سے جو نسل پیدا ہوئی تھی اسے اَبْنَاء کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(حضرت ابو بکر صدیقؓ، از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ صفحہ 237)

(فرہنگ سیرت صفحہ 110 زوار اکیڈمی کراچی)

ساحلی شہروں کے عقب میں تین بڑے قبیلے اور ان کی بہت سی شاخیں آباد تھیں۔ ایک بَکْر بِنِ وَائِل، دوسرا عبدالقیس اور تیسرا رَبِیعہ۔ ان کے بہت سے خاندان عیسائی تھے۔ گھوڑے اونٹ

اور بکریاں پالنا اور کھجوروں کے باغ لگانا ان کا خاص پیشہ تھا۔ ان قبائل کے ناظم الامور وہ مقامی لیڈر ہوا کرتے تھے جن کو حکومتِ حِیرہ کا اعتماد حاصل ہوتا تھا۔ ان میں ایک مُنذِر بن ساوٰی تھا وہ بحرین کے ضلع ھَجَر میں رہتا تھا اور ھَجَر کے آس پاس قبیلہ عبد القَیس پر اُس کی حکومت تھی۔

(حضرت ابو بکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 48، ندوۃ المصنفین دہلی)

قبیلہ عبد القیس کے دو وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک وفد پانچ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جس میں تیرہ یا چودہ افراد شامل تھے اور قبیلہ عبد القیس کا دوسرا وفد عامُ الوفود یعنی نو ہجری میں دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جس میں جَارُوْد سمیت چالیس افراد شامل تھے۔ جَارُوْد نصرانی تھا جو یہاں آ کر مسلمان ہو گیا۔

(اٹلس سیرت نبویؐ صفحہ 438)

ایک قول کے مطابق اس وفد نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے قبل ہی اسلام قبول کیا ہوا تھا۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

ھَجَر کے فارسیوں، عیسائیوں اور یہودیوں نے نہایت ناگواری سے جزیہ دینا منظور کر لیا تھا۔ بحرین کی باقی بستیاں اور شہر غیر مسلم رہے لیکن یہ لوگ جب بھی موقع ملتا وقتاً فوقتاً بغاوت کرتے رہتے تھے۔

(حضرت ابو بکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 48، ندوۃ المصنفین دہلی)
(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 4 صفحہ 398)

مُنذِر بن ساوٰی کے اسلام قبول کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدستور بحرین کا حاکم مقرر کیے رکھا۔ اسلام لانے کے بعد اس نے اپنی قوم کو بھی دینِ حق کی دعوت دینی شروع کی اور جَارُوْد بن مُعَلّٰی کو دین کی تربیت حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ جَارُود نے مدینہ پہنچ کر اسلامی تعلیمات اور احکام سے واقفیت حاصل کی اور اپنی قوم میں واپس جا کر لوگوں کو دین کی تبلیغ کرنے اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کا کام شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات یعنی گیارہ ہجری کے چند دن بعد مُنذِر کا انتقال ہو گیا۔ اس پر عرب اور

غیر عرب سب نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔قبیلہ عبد القیس نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو وہ کبھی نہ مرتے اور سب مرتد ہو گئے۔ اس کی اطلاع حضرت جَارُودؓ کو ہوئی۔حضرت جَارُودؓ اپنی قوم کے اشراف میں سے تھے، جو تربیت حاصل کرنے مدینہ گئے تھے اور ان میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور ایک اچھے خطیب تھے۔

(البدایة والنهایة جلد۹ صفحہ ۴۷۵-۴۷۶ مطبوعہ دار ھجر)

حضرت جَارُودؓ نے اس بات پہ ان سب لوگوں کو جمع کیا جو مرتد ہو گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوئی اور تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے عبد القیس کے گروہ! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ اگر تم اسے جانتے ہو تو مجھے بتا دینا اور اگر تمہیں اس کا علم نہیں تو نہ بتانا۔ انہوں نے کہا جو چاہو سوال کرو۔حضرت جَارُودؓ نے کہا جانتے ہو کہ گذشتہ زمانے میں اللہ کے نبی دنیا میں آ چکے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔حضرت جَارُودؓ نے کہا تمہیں ان کا علم ہے یا تم نے ان کو دیکھا بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہم نے دیکھا تو نہیں لیکن ہمیں اس کا صرف علم ہے۔ یہ لوگوں کا جواب تھا۔حضرت جَارُودؓ نے کہا پھر انہیں کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ وہ فوت ہو گئے۔ تو حضرت جَارُودؓ نے کہا اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے جس طرح وہ سب فوت ہو گئے اور مَیں اعلان کرتا ہوں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ان کی قوم نے ان کی یہ تقریر سننے کے بعد، سوال جواب کے بعد کہا کہ ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی حقیقی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں

اور ہم تم کو اپنا برگزیدہ اور اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ اسلام پر ثابت قدم رہے اور ارتداد کی وبا ان تک نہ پہنچی۔

(تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۲۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

باقی عرب اور غیر عرب سب نے مدینہ کا اقتدار ختم کرنے کے لیے کمرِ ہمت باندھ لی۔ ایرانی حکومت نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور بغاوت کی کمان ایک بڑے عرب لیڈر کو سونپ دی۔ ھَجَر میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے اَبان بن سعید بن عاص بغاوت کے سیاہ بادل اٹھتے دیکھ کر مدینہ چلے آئے۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط صفحہ 49، ندوۃ المصنفین دہلی)

بنو عبد القیس گو بظاہر ان میں سے بعض لوگ اسلام لے آئے تھے لیکن بحرین کے دوسرے قبائل حُطَم بن ضُبَیْعَہ کے زیرِ سرکردگی بدستور حالت ارتداد پر قائم رہے اور انہوں نے بادشاہی کو دوبارہ آلِ منذر میں منتقل کر کے منذر بن نعمان کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ ایک روایت میں ہے کہ

جب انہوں نے مُنذِر بن نعمان کو بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا تو ان کے معززین اور سرداروں کی جماعت ایران کے بادشاہ کسریٰ کے پاس پہنچی۔ انہوں نے اس کے رُوبرو حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس نے ان کو اجازت دے دی

اور وہ لوگ بادشاہوں کے شایانِ شان خیرسگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہوئے۔ کسریٰ نے کہا !اے عرب کے گروہ! کون سی بات تمہیں یہاں لائی ہے؟ انہوں نے کہا اے بادشاہ! عرب کا وہ شخص فوت ہوگیا ہے جس کو قریش اور مضر کے جملہ قبائل معزز سمجھتے تھے۔ اس سے ان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور پھر کہنے لگے کہ اس کے بعد ان کا جانشین ایک شخص کھڑا ہوا ہے جو کمزور بدن والا ضعیف الرائے ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں انہوں نے یہ رائے دی۔ اور اس کے عُمال اپنے ساتھیوں کی طرف بغرض راہنمائی واپس چلے گئے ہیں۔ آج بحرین کا علاقہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ سوائے عبد القیس کی چھوٹی سی جماعت کے کوئی بھی اب دین اسلام پر قائم نہیں ہے اور ہمارے نزدیک ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اور ہمیں ان پر سواروں اور پیادوں کے لحاظ سے اکثریت حاصل ہے۔ آپ کسی آدمی کو بھیجیں جو اگر بحرین پر قبضہ کرنا چاہے تو کوئی اسے اس سے روک نہ سکے۔ اس پر کسریٰ نے ان سے کہا کہ تم کسے پسند کرتے ہو جسے میں تمہارے ساتھ بحرین روانہ کروں؟ انہوں نے کہا کہ جو بادشاہ سلامت پسند کریں۔ کسریٰ نے کہا کہ تم منذر بن نعمان بن منذر کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: اے بادشاہ! ہم اسی کو پسند کرتے ہیں اور ہم اس کے علاوہ کسی اَور کو نہیں چاہتے۔ پھر کسریٰ نے منذر بن نعمان کو بلایا اور وہ نوجوان تھا جس کی ابھی تازہ

تازہ داڑھی نکلی تھی۔ بادشاہ نے اس کو خلعت سے نوازا اور تاج پہنایا اور ایک سو گھڑ سوار دیے اور مزید سات ہزار پیادے اور سوار دیے۔ اسے قبیلہ بکر بن وائل کے ہمراہ بحرین جانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ابوضُبَیْعَہ حُطَم بن زید اس کا نام شُرَیح بن ضُبَیْعَہ تھا یہ بنو قَیس بن ثَعْلَبَہ میں سے تھا اور حُطَم اس کا لقب تھا اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد پھر ارتداد اختیار کر لیا تھا اور ظَبْیَان بن عَمْرو اور مُسْمِع بن مالك بھی تھے۔

(کتاب الردۃ للواقدی صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۹، دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء)

سب سے پہلے انہوں نے جَارُودؓ اور قبیلہ عبد القیس کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس پر حُطَم بن ضُبَیْعَہ نے طاقت کے زور سے انہیں زیر کرنا چاہا۔ اس نے قَطِیف اور ھَجَر میں مقیم غیر ملکی تاجروں اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس سے قبل اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔

(حضرت ابو بکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 238-239، اسلامی کتب خانہ لاہور)

عبد القیس قبیلے کے لوگ اپنے سردار حضرت جارُود بن مُعَلّیٰؓ کے پاس چار ہزار کی تعداد میں اپنے حلیفوں اور اپنے غلاموں کے ہمراہ اکٹھے ہوئے اور قبیلہ بَکر بن وائِل اپنے نو ہزار ایرانیوں اور تین ہزار عربوں کے ساتھ ان کے قریب ہوئے۔

پھر فریقین کے درمیان شدید جنگ ہوئی

اور قبیلہ بَکر بن وائِل کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ان میں سے اور ایرانیوں میں سے بہت سے قتل ہوئے۔ پھر انہوں نے دوسری مرتبہ شدید قتال کیا۔ اس مرتبہ عبد القیس کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ اسی طرح وہ ایک دوسرے سے انتقام لیتے رہے اور ان کے درمیان کئی دنوں تک جنگ جاری رہی یہاں تک کہ بہت سے لوگ قتل ہو گئے اور عبد القیس قبیلے کے عوام نے بکر بن وائل سے امن کی درخواست کی۔ اس وقت عبد القیس نے جان لیا کہ اب وہ بکر بن وائل کے خلاف کوئی طاقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ انہوں نے شکست کھائی یہاں تک کہ وہ ھَجَر کی سرزمین میں اپنے جُوَاثَا نامی قلعہ میں محصور ہو گئے۔ جُوَاثی، جُوَاثَا جو ہے یہ بھی بحرین کی وہ بستی ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا تھا۔ چنانچہ بخاری میں ایک یہ روایت ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ

بیان کرتے ہیں کہ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد سب سے پہلا جمعہ قبیلہ عبد القیس کی مسجد میں بحرین کی بستی جُواثٰی میں ہوا تھا۔

بنو بکر بن وائل نے اپنے ایرانی لوگوں کے ساتھ پیش قدمی کی اور ان کے قلعہ تک پہنچ گئے اور ان کا محاصرہ کرلیا اور خوراک ان سے روک لی۔ بنو بکر بن کِلَاب کے ایک شخص عبد اللہ بن عوف عبدی جس کا نام عبد اللہ بن حَذَف بھی آتا ہے اس نے

اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ اور اہالیانِ مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ اشعار کہے جن میں اپنی بے بسی اور بے چارگی اور حوصلہ اور صبر کی کیفیت کا اظہار کیا۔

أَلَا أَبْلِغْ أَبَابَكْرٍ رَسُوْلًا
وَفِتْيَانَ الْمَدِيْنَةِ أَجْمَعِيْنَا
[فَهَلْ لِيْ فِيْ شَبَابٍ مِنْكَ أَمْسَوْا
جِيَاعًا فِيْ جَوَاثٰى مُحْصَرِيْنَا
كَأَنَّ دِمَاؤَهُمْ فِيْ كُلِّ فَجٍّ
شُعَاعُ الشَّمْسِ يَغْشٰى النَّاظِرِيْنَا
تُحَاصِرُهُمْ بَنُوْ ذُهْلٍ وَ عِجْلٍ
وَ شَيْبَانَ وَ قَيْسٍ ظَالِمِيْنَا
يَقُوْدُهُمُ الْغُرُوْرُ بِغَيْرِ حَقٍّ
لِيَسْتَلِبَ الْعَقَائِلَ وَالْبَنِيْنَا
فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَ طَالَتْ
أَكُفُّهُمْ بِمَا فِيْهِ بُلِيْنَا
تَوَكَّلْنَا عَلَى الرَّحْمٰنِ اِنَّا
وَجَدْنَا الْفَضْلَ لِلْمُتَوَكِّلِيْنَا

وَقُلْنَا قَدْ رَضِيْنَا اللّٰهَ رَبًّا
وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا قَدْ رَضِيْنَا
وَقُلْنَا وَالْاُمُوْرُ لَهَا قَرَارٌ
وَ قَدْ سَفِهَتْ حُلُوْمُ بَنِيْ أَبِيْنَا
نُقَاتِلُكُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى
تَكُوْنُوْا أَوْ نَكُوْنَ الذَّاهِبِيْنَا
بِكُلِّ مُهَنَّدٍ عَضْبٍ حُسَامٍ
يَقُدُّ الْبِيْضَ وَالزُّرْدَ الدَّفِيْنَا]

یہ تھوڑی سی لمبی نظم ہے۔ بہرحال اس کا جو ترجمہ ہے وہ اس طرح ہے کہ اے سننے والے! ابوبکرؓ اور مدینہ کے سب جوانوں کو پیغام پہنچا دے۔ وہ نوجوان جنہوں نے جُوَاثی میں بھوک اور محاصرے کی حالت میں شام کی، کیا ان کے بارے میں مجھے آپ کی طرف سے مدد ملے گی؟ اور ہر راستے میں ان کے خون ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ سورج کی کرنیں ہیں جو دیکھنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کر رہی ہیں۔ بنوذُھل اور عِجل اور شَیْبَان اور قَیس قبائل نے ظلم کرتے ہوئے ان سب کا محاصرہ کر لیا ہے۔ ان کی قیادت غُرُور کر رہا ہے (غُرُور کا اصل نام مُنذِر بن نعمان بن منذر تھا) تا کہ ناحق وہ ہماری بیویاں اور اولاد چھین لے۔ جب ان کا محاصرہ شدت اور طوالت اختیار کر گیا تو انہوں نے ہم پر غلبہ پا لیا جس سے ہم آزمائش میں ڈالے گئے۔ ہم نے رحمان خدا پر توکل کر لیا کیونکہ ہم نے اس کا فضل توکل کرنے والوں کو ملتا ہوا دیکھا ہے۔ تو ہم نے کہا کہ ہم اس بات پر راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس بات پر بھی راضی ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے اور ہم نے کہا معاملات سنبھل ہی جاتے ہیں اور ہمارے آباء کی اولادوں کی عقلیں ماری گئی ہیں۔ ہم اسلام پر قائم رہتے ہوئے تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یا تم مارے جاؤ یا ہم۔ ہر اس تیز ہندی تلوار کے ساتھ جنگ کریں گے جو تیز کاٹ رکھنے والی اور خَود اور زرہ کو کاٹتی ہے۔

تو یہ پیغام نظم کی صورت میں ’’عبدی‘‘ نے بھجوایا۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ شعر پڑھے تو عبدالقیس کی حالت کا علم ہونے پر آپؓ کو شدید غم پہنچا۔

آپؓ نے حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کو طلب فرمایا اور لشکر کی کمان ان کے سپرد کی اور دو ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ بحرین کی طرف عبدالقیس کی مدد کے لیے روانگی کا حکم دیا

اور ہدایت فرمائی کہ عرب کے قبائل میں سے جس قبیلے کے پاس سے تم گزرو تو اسے بنو بکر بن وائل سے جنگ کی ترغیب دلانا کیونکہ وہ ایران کے بادشاہ کسریٰ کے مقرر کردہ منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ آئے ہیں۔ انہوں نے یعنی اس بادشاہ نے اس کے سر پر تاج رکھا ہے اور اللہ کے نور کو مٹانے کا ارادہ کیا ہے اور اولیاء اللہ کو قتل کیا ہے۔ پس تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ یعنی نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کی طاقت ہے مگر اللہ کے ذریعہ، پڑھتے ہوئے روانہ ہو جاؤ۔

(ماخوذ از کتاب الردۃ للواقدی صفحہ ۱۵۲-۱۵۴، دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء)

(صحیح بخاری، کتاب الجمعہ باب الجمعہ فی القریٰ والمدن حدیث ۸۹۲)

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ روانہ ہو گئے جب وہ یمامہ کے قریب سے گزرے تو حضرت ثُمَامَہ بن اُثَال بنو حَنِیفہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان سے آملے۔ حضرت اُثال ان سے آملے۔ ان کے علاوہ قَیس بن عاصم بھی اپنے قبیلہ بنو تمیم کے ساتھ حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ اس سے پہلے قیس بن عاصم منکرینِ زکوٰۃ میں شامل تھے اور انہوں نے قبیلہ کی زکوٰۃ مدینہ بھیجنی بالکل بند کر دی تھی اور زکوٰۃ کا جمع شدہ مال لوگوں کو واپس کر دیا تھا لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب یَمامہ میں بنو حنیفہ کو زیر کر لیا تو قَیس بن عاصم نے مسلمانوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے میں ہی عافیت سمجھی اور اپنے قبیلے بنو تمیم سے زکوٰۃ اکٹھی کی اور حضرت عَلَاء بن حَضْرَمِیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

(ماخوذ از حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 239، اسلامی کتب خانہ لاہور)

حضرت عَلَاءؓ کا لشکر دَھْنَا کے راستے بحرین کی طرف چلا۔ عَلَاءؓ اپنے لشکر کو دھنا کے راستے بحرین کی طرف لے کر چلے۔ دَھْنَا: یہ بھی دیارِ بنو تمیم میں بصرہ سے مکہ کے راستے میں ایک جگہ ہے۔ وہ کہتے ہیں جب ہم اس کے درمیان پہنچے تو انہوں نے ہمیں پڑاؤ کا حکم دیا۔ راوی نے کہا کہ رات کے اندھیرے میں اونٹ بے قابو ہو کر بھاگ گئے۔ ان میں سے کسی کے پاس نہ کوئی اونٹ رہا نہ توشہ نہ توشہ دان نہ خیمہ۔ سب کا سب اونٹوں پر ریگستان میں غائب ہو گیا یعنی اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ اونٹ چلے گئے

تو کچھ بھی پاس نہیں رہا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب لوگ سواریوں سے اتر چکے تھے لیکن ابھی اپنا سامان نہ اتار سکے تھے۔ اس وقت وہ رنج وغم میں مبتلا ہوئے۔ سب اپنی زندگیوں سے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے۔ اتنے میں حضرت عَلَاءؓ کے منادی نے سب کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ سب ان کے پاس جمع ہوئے۔ حضرت عَلَاءؓ نے کہا مَیں یہ کیا پریشانی اور اضطراب تم میں دیکھ رہا ہوں اور تم لوگ اس قدر فکرمند کیوں ہو۔ لوگوں نے کہا یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر ہمیں موردِ الزام قرار دیا جائے۔ ہمارے اونٹ دوڑ گئے ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ اگر اسی طرح صبح ہو گئی تو ابھی آفتاب اچھی طرح طلوع بھی نہیں ہونے پائے گا کہ ہم سب ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ حضرت عَلَاءؓ نے کہا:

اے لوگو! ڈرو نہیں۔ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ کیا تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے؟ کیا تم اللہ کے مددگار نہیں ہو؟ سب نے کہا بے شک ہم ہیں۔ حضرت عَلَاءؓ نے کہا کہ تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ اللہ ہرگز ایسے لوگوں کو جس حال میں تم ہو کبھی نہیں چھوڑے گا۔

طلوعِ فجر کے ساتھ صبح کی نماز کی اذان ہوئی۔ حضرت عَلَاءؓ نے نماز پڑھائی۔ بعض لوگوں نے تیمم کر کے نماز پڑھی، پانی نہیں تھا۔ بعض کا ابھی تک سابقہ وضو باقی تھا۔ جب نماز مکمل ہو گئی تو حضرت عَلَاءؓ اپنے دونوں گھٹنوں کے بل دعا کے لیے بیٹھ گئے اور سب لوگ بھی اسی طرح دوزانو دعا کے لیے بیٹھ گئے اور آہ وزاری کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا میں لگ گئے۔ لوگوں نے بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ جب سورج کی تھوڑی سی روشنی مشرقی افق میں نمودار ہوئی تو حضرت عَلَاء صف کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کوئی ہے کہ جا کر خبر لائے کہ یہ روشنی کیا ہے؟ ایک شخص اس کام کے لیے گیا۔ اس نے واپس آ کر کہا کہ یہ روشنی محض سراب ہے۔ جہاں روشنی پڑی وہاں چمک پیدا ہو رہی تھی وہ پانی نہیں تھا بلکہ سراب ہے۔ حضرت عَلَاءؓ پھر دعا میں مصروف ہو گئے۔ دوسری مرتبہ پھر وہ روشنی نظر آئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سراب ہے۔ تیسری مرتبہ پھر روشنی نمودار ہوئی۔ اس مرتبہ خبر دینے والے نے آ کر کہا کہ پانی ہے۔ حضرت عَلَاءؓ کھڑے ہو گئے اور سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور پانی کے پاس پہنچے سب نے پانی پیا اور غسل کیا۔ وہاں کوئی چشمہ پھوٹ پڑا تھا۔ ابھی دن نہیں

چڑھا تھا کہ لوگوں کے اونٹ ہر سمت سے دوڑتے ہوئے ان کے پاس آتے ہوئے نظر آئے۔ وہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ہر شخص نے اپنی سواری کو پکڑ لیا اور ان کے سامان میں سے کسی کی کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی۔

دعا کا یہ معجزہ وہاں ہوا کہ پانی بھی اللہ تعالیٰ نے نکال دیا۔ اونٹ بھی واپس آ گئے لوگوں نے ان کو بھی پانی پلایا۔ پھر دوسری مرتبہ خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ان جانوروں کو بھی پلایا اور اپنے ساتھ پانی کا ذخیرہ بھی لے لیا اور پھر خوب آرام کیا۔

مِنۡجَابُ بن راشِد کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ میرے ساتھ تھے۔ جب ہم اس مقام سے ذرا دُور نکل گئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس پانی کے مقام سے واقف ہو؟ میں نے کہا کہ میں دیگر تمام عربوں کے مقابلے میں اس علاقے کے چپے چپے سے زیادہ واقف ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ تم پھر مجھے اس جگہ لے چلو۔ میں نے اونٹ کو موڑا اور ٹھیک اسی پانی والے مقام پر ان کو لے آیا۔ وہاں آ کر دیکھا کہ نہ کوئی پانی کا حوض ہے، نہ پانی کا کوئی نشان ہے۔ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا۔ بخدا! اگرچہ یہاں مجھے کوئی حوض نظر نہیں آ رہا تب بھی میں ضرور یہی کہوں گا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے ہم نے پانی لیا ہے۔ مگر آج سے پہلے کبھی میں نے اس مقام پر صاف اور شیریں پانی نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ اس وقت بھی پانی سے برتن لبریز تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اے ابوسَہۡمۡ! بخدا یہی وہ مقام ہے۔ اس لیے مَیں یہاں آیا ہوں اور تم کو لے کر آیا ہوں۔ میں نے اپنے برتن پانی سے بھرے تھے اور ان کو اس حوض کے کنارے رکھ دیا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا معجزہ اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے تو میں معلوم کر لوں گا اور اگر یہ محض بارش کا پانی ہے تو اسے بھی معلوم کر لوں گا۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ واقعۃً اللہ کا ایک معجزہ تھا جو اس نے ہمیں بچانے کے لیے ظاہر کیا تھا۔ اس پر حضرت ابوہریرہؓ نے اللہ کی حمد کی۔ وہاں سے پلٹ کر پھر ہم اپنے راستے چلے اور ھَجَر آ کر پڑاؤ کیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۸۶تا۲۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 123 زوار اکیڈیمی کراچی)

حضرت عَلَاءؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو ایک خط لکھا تھا جو یہ ہے کہ امّا بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وادیٔ دَھْنَا میں پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد جب حضرت ابو بکرؓ کو یہ خبر پہنچی تو آپؓ نے یہ خط لکھا حالانکہ وہاں چشمہ کے کوئی آثار نہ تھے اور سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا۔حضرت عَلَاءؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو خط لکھا۔ اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا جو ہم سب کے لیے نصیحت کا باعث ہے اور یہ اس لیے کہ اس کی حمد و ثنا کریں۔ لہٰذا اللہ کی جناب میں دعا مانگیے اور اس کے دین کے مددگاروں کے لیے نصرت طلب کیجیے۔حضرت عَلَاءؓ پانی ملنے کے بعد، واقعہ ہونے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو یہ رپورٹ بھجوا رہے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اس سے دعا مانگی اور کہا کہ عرب ہمیشہ سے وادیٔ دَھْنَا کے متعلق یہ بات بیان کرتے آئے ہیں کہ حضرت لقمان سے جب اس وادی کے لیے پوچھا گیا کہ آیا پانی کے لیے اسے کھودا جائے یا نہیں تو انہوں نے اسے کھودنے کی ممانعت کی اور کہا کہ یہاں کبھی پانی نہیں نکلے گا تو اس وجہ سے اس وادی میں چشمہ کا جاری ہو جانا اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جس کا حال ہم نے پہلے کسی قوم میں نہیں سنا تھا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

تو اس طرح کے معجزات بھی صحابہؓ کے ساتھ ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر مہمات پر نکلتے تھے۔

بہرحال اس کا بقایا حصہ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 15/ جولائی 2022ء صفحہ 5 تا10)